ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

غزلیاتِ ناسخ میں اہلِ بیت سے متصل کربلائی شخصیات وواقعات کا تلمیحی تذکرہ

AN ALLUSIONARY DISCUSSION OF KARBALAI PERSONALITIES AND EVENTS RELATED TO THE AHLUL-BAYT IN GHAZLIAT-E-NASAKH

محسن خالد محسنؔ

شعبہ اُردو(گورنمنٹ شاہ حسین ایسوسی ایٹ کالج،لاہور)

mohsinkhalid53@gmail.com

ڈاکٹر ساجد محمود

جی ایم کالج آف انٹرنیشنل سٹڈیز ، یو اے ای

darsajidmahmood@gmail.com

ABSTRACT

This paper is based on the linguistic, analytical, and historical study of the allusionary discussion of Karbalai personalities and events related to the Ahlul-Bayt in the ghazals of Naskh. In this paper, an attempt has been made to clarify the nature of the problems faced by the personalities related to the Panjtan family and their sacrifice in Karblah. How does the poet see this incident, and how is the poetic expression of his opinion in the context of the art of allusions in the genre of ghazal? This paper contains new information on the topic, which is a trending narrative in the art of allusion and anachronism.

Key words: classical ghazal, art of talmeeh, Karbala, Ahl al-Bayt, dynasty of Panjtan, Imam Hussain, Imam Ali, Mahdi, religion of Islam, Wali Deccani, ghazal

خلاصہ: یہ مقالہ شیخ امام بخش ناسخ کی غزلیات میں اہلِ بیت سے متصل کربلائی شخصیات وواقعات کے تلمیحی تذکرہ کے لسانی و تجزیاتی و مطالعے پر مبنی ہے۔اس مقالہ میں یہ واضح کرنے اور سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ شیخ امام بخش ناسخ کے کلام میں خاندانِ پنجتن سے متصل شخصیات اوران کی کربلا میں درپیش مشکلات کی نوع کیا تھی اور شاعراِس واقعے کو کس انداز سے دیکھتاہے اور اپنی رائے کا شاعرانہ اظہار فنِ تلمیح کے تناظر میں کس طرح صنفِ غزل میں پیش کرتا ہے۔یہ مقالہ موضوع کے اعتبار سے نئی معلومات پر مشتمل ہے جو فنِ تلمیح اور ناسخ فہمی کے معاملے میں ایک رجحان ساز بیانیے کی حیثیت رکھتاہے۔

کلیدی الفاظ: کلاسیکی غزل، فنِ تلمیح، کربلا، اہلِ بیت، خاندانِ پنجتن، امام حسین، امام علی، مہدی، دینِ اسلام، ولی دکنی، غزل، علم بدیع

اُردو زبان کا یہ اختصاص ہے کہ اس میں جملہ انسانی جذبات واحساسات کو نظم کیا جاسکتاہے۔اُردو زبان برصغیر کی واحد زبان ہے جس میں ہزاروں برس کی برصغیری روایات کا ایک بیش خزانہ موجود ہے جسے شعرا اور نثار نے اپنے اپنے انداز میں نظم ونثر میں موزوں کرنے کی کوشش کی ہے۔یہ کوشش اس قدر جامع، وقیع اور پُراثر ہے کہ ہزاروں برس قبل لکھے گئے دواوینِ غزلیات میں اُس وقت کے جملہ احوال کا تذکرہ بیان وبدیع کے لوازات سے لبریز ہے۔

کلاسیکی دور میں لکھی گئی غزل میں بھی بیان وبدیع کے جملہ عناصر کی کارفرمائی دیکھی جاسکتی ہے۔ولی دکنی سے قبل بھی دکن کے شعرا کے ہاں بیان وبدیع کے ذیلی مباحث کا تذکر ملتاہے۔اس حوالے سے ولی دکنی کی کاوشیں رنگ لے آئیں۔ولی دکنی سے اُردو زبان کو فارسی ادبیات کے گنج ہائے گرماں سے شناسا کیا۔ان کے ہاں فارسی ادبیات کی جملہ ادبی چاشنی کا ذائقہ ملتاہے۔

دیوانِ ولی کی دہلی میں آمد سے گویا ایک طوفان برپاہوا۔شعرائے دہلی نے دیوانِ ولی میں موجود نئے آہنگ اور اجنبی لفظیات کو جوق درجوق اپنے کلام میں برتا۔اس رجحان سے اُردو زبان میں تشبیہات واستعارات اور تلمیحات وکنایات کا ایک خزینہ اُردو میں داخل ہوا جس سے اُردو زبان کو قوتِ گویائی ملی۔

ولی دکنی کے تتبع میں شعرائے دہلی نے خوب شاعرانہ قصر تعمیر کیے۔روزمرہ، محاورہ، تشبیہ، استعارہ، تلمیح اور کنایہ، بدائع سے غزل کے سانچے کو ایک نیا آہنگ عطا کیا۔یہ آہنگ اس قدر ترشا ہوا تھا کہ اس کی ثقالت میں ہر چیز مقیش دکھائی دیتی تھی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ولی دکنی سے بننے والے کلاسیکی غزل کے بدیعی رجحان کو شیخ امام بخش ناسخ تک آتے آتے اتنی وقعت اور پذیرائی میسر آچکی تھی کہ ناسخ کی جملہ لسانی تصرفات کے باجود کلاسیکی غزل کا آہنگ مجروح نہیں ہونے پایا۔ ناسخ کو پہلوان شاعر قرار دے کر اس کی زبانِ اُردو سے متصل خدمات کو سرے سے نظرانداز کیا گیا ہے۔ نقادوں کے ہاں اس رویئے کی جس شدت کو آج محسوس کیا جارہا ہے۔ یہ تاثراُن کے دور کے بعد شائد اس قدر توانا اور محرک البحث نہیں تھا۔

کلاسیکی غزل کی روایت میں جن شعرا نے اپنے عہد کی تہذیب اور ثقافت کو تخلیقی سطح پر شاعری کا حصہ بنایا اور اِس اندازِ شعری کو لکھنوی رنگ دے کر ایک طرزِ جدید کے تصور سے ہم آہنگ کیا؛ اِن میں خواجہ حیدر علی آتش اور امام بخش ناسخ کا نام سرِ فہرست ہے۔ امام بخش ناسخ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے لکھنو کی شعریات کو دہلوی رنگ واُسلوب سے آزاد کروا کے اِسے ایک نئی شناخت دی۔ اس حوالسے سے ناسخ کی عظمت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں ہے۔

لکھنو کی مروجہ تہذیبی اقدار کے رنگ ومزاج کو "طرزِ جدید" کی شعریت سے ہم آہنگ کرنے میں ناسخ کا کردار کلیدی اور امام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ناسخ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ کسی اُستاد کے شاگرد نہیں تھے۔ انھوں کو ذاتی دلچسپی سے طبیعت کی موزونی کو تراشا اور مرورِ وقت کے ساتھ فنِ شاعری میں اتنی لیاقت اور استعداد پیدا کرلی کہ لکھنوی طرز کے موجد اور اُستادِ زمانہ ٹھہرائے گئے۔

شیخ امام بخش ناسخ کی کلیات میں غزلیات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان وبدیع کے جملہ عناصر کا ایک خزنیہ اس میں پنہاں ہے۔ ناسخ کی طبیعت میں پہلوانی عنصر کی حد درجہ مداخلت نے ان کے کلام میں داخلیت کا عُنصر زائل کردیا تھا۔ سطحی موضوعات پر سطحی انداز میں اشعار کی کثرت مل جاتی ہے۔ ناسخ کو بطور غزل گو نقادوں نے ہضم کرنے اور قبول کرنے سے انکار کررکھا ہے۔ یہ حقیقت کس حدتک درست ہے۔ اس پر بحث کی جاسکتی ہے تاہم ناسخ کے اس شعری اختصاص سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے کلام میں علمِ بیان اور بدیع کے عناصر کی متنوع کارفرمائی دکھائی نہیں دیتی۔

ناسخ کی غزلیات میں فنِ تلمیح کا ایک بحرِ ذخّار موجود ہے جس پر ہنوز کسی کی نگاہ نہیں گئی۔ اس مقالہ میں ناسخ کی غزلیات میں فنِ تلمیح کے متنوع اظہاریوں کو لسانی نکتہ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناسخ اہل تشیع سے منسلک تھے۔ ان کا مسلکی فریفتہ پن اہل تشیع سے لگا کھاتا ہے۔ ناسخ کے کلام کا ایک تہائی حصہ کربلائی تلمیحات پر مشتمل ہے۔ اہل بیت سے محبت وعقیدت کا جو انداز اور جذبہ کلامِ ناسخ میں نظر آتا ہے وہ ان کے ہم عصر میں خال خال دکھائی دیتا ہے۔

کلاسیکی غزل گو شعرا کے ہاں اہل بیت سے متصل شخصیات وواقعات کا جزواً جزواً اظہار ملتا ہے جو کسی حدتک رسمی اور روایتی ہے۔ ناسخ کے ہاں اہل بیت سے متصل شخصیات و واقعات کا اظہار رسم اور روایت سے بہت آگے بڑھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ناسخ ن سیکڑوں اشعار میں امام حسن، حسین، علی کرم اللہ وجہ کریم اور اس خاندان کی دیگر معتبر شخصیات کے نام و مقام اور مرتبے کا شعری خراج پیش کیا ہے۔ ناسخ کی اہل بیت سے محبت، موانست، عقیدت اور لگاؤ کو غزلیاتِ ناسخ میں آسانی سے دیکھا، پڑھا اور محسوس کیا جاسکتا ہے۔

یہ مقالہ غزلیاتِ ناسخ میں اہل بیت سے متصل واقعات اور کربلا میں شہید ہونے والی شخصیات کے علاوہ جملہ ادبیات میں اہل بیت سے متعلق واقعات کے اعادہ کے تلمیحی تذکرہ کا احاطہ کرتا ہے۔ اس مقالہ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ناسخ کا مذہبی بیانیہ اہل بیت کے حوالے سے کس نوع کا ہے اور ناسخ کی بطور شاعر خاندانِ پنج تن سے محبت و عقیدت کا احساس اور تاثر کس نوعیت کا ہے۔ ذیل میں غزلیات ناسخ کے لسانی مطالعہ سے اُبھر کر سامنے آنے والے اہلِ بیت کے تلمیحی تذکرہ کا مختصر احوال پیشِ خدمت ہے۔

آلِ شاہِ ابرار: آلِ شاہ ابرار سے مراد اہل تشیع کے نزدیک امام علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔ قرآن مجید میں ابرار کا لفظ آیا ہے۔ قرآن مجید کی سورہ آل عمران کی آیہ نمبر 193 میں "اولو لالباب" کے الفاظ اسی "ابرار" کے درجات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ”امام حسن سے ایک حدیث منسوب ہے: جہاں کہیں قرآن میں "ان الابرار" آیا ہے۔ خدا کی قسم! اس سے مراد علی ابنِ طالبؓ، فاطمہ زہرا اور حسینؓ ہیں“۔ (۱)

ناسخ کا مسلکی مکتبہ فکر شعیہ ہے اس لیے ان کے ہاں کربلائی تلمیحات اور اسلامی شخصیات سے وابستہ تلمیحات کا استعمال بہت نمایاں ہے۔ ناسخ نے آلِ شاہ ابرار یعنی علیؓ، فاطمہؓ کے پِسران حسنؓ و حسینؓ کی آل سے وعقیدت ومودت کو دین ودُنیا کی کامرانی کا باعث قرار دیا ہے اور خود کو ان کا شیدا و فدا ٹھہرایا ہے۔

۔ ”آل واُولاد شہنشاہ زماں قائم رہے/ہے یہ فدوی قائم آلِ شہِ ابرار کا“ [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:100]

آلِ عبا: آلِ عبا سے مراد پنجتن پاک ہیں۔ عبا سے مراد چادر ہے۔ حضور اکرمؐ کی چادر مبارک کا ذکر اکثر جگہ ملتا ہے۔ آلِ عبا کی نسبت سے معروف ہے کہ ایک بار حضور اکرمؐ نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ اور خود کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا تھا کہ جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا۔ گویا حضور اکرمؐ نے خود کو ان چاروں شخصیات سے منسوب کردیا ہے۔ آلِ عبا کی تلمیح اسی واقعے کے پس منظر میں شعرا بکثرت استعمال کرتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ناسخ مسلکی شعیہ ہونے کے اعتبار سے بطور شاعر عقیدت کی آخری حد تک آلِ عبا یعنی پنجتن سے محبت و موانست کے خواہاں ہیں۔ ناسخ نے عبائے علوی، مہدی، ہادی اور دیگر بارہ اماموں کی آل کو بھی اسی عقیدت میں رکھا ہے۔ ناسخ نے اپنے عہد کے منکرینِ آلِ عبا کو آلِ دجال سے تشبیہ دی ہے اور ظہور مہدی کی نوید سُنائی ہے۔

- ''تمام آبائے علوی تک بھی ہیں اولاد میں ناسخ / علی روح القدس سے بھی ہوئے ہیں پیشتر پیدا [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:119]
- ''رنج دیتے ہیں مجھے ناسخ یہ دجالانِ شہر / کیا ظہور قایم آلِ عبانے دہر میں [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:65]

آمدِ مہدی: آمدِ مہدی و عیسیٰؑ ایک معروف تلمیح ہے جو کلاسیکی شاعری میں یکساں مستعمل ہے۔ حضرت مسیح کے بارے میں مشہور ہے کہ جب ان کی قوم نے انھیں پھانسی پر چڑھانے کا تہیہ کر لیا۔ رب تعالیٰ نے عین موقع پر ان کی شباہت والے ایک فرد کو ان ظاہر کر دیا جسے پھانسی دے دی گئی۔ حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اسی طرح مہدی کے بارے میں بھی مختلف روایات منقول ہیں کہ وہ پیدا ہوں گے اور تمام کفار کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ ان کا مقابلہ دجال سے ہوگا اور شکست دے کر تمام دُنیا سے کفر والحاد کا خاتمہ کر دیں گے۔

ناسخ آمد مہدی و عیسیٰؑ سے بہت خوش ہیں اور ان کو قوی اُمید ہے کہ دُنیا کے فرعونوں کی گردنوں کو مارنے والے بہت جلد ان کے ظلم کو انجام تک پہنچائیں گے۔ ناسخ نے مہدی و عیسیٰؑ کے ساتھ ہاروں و موسیٰ کی آمد کا بھی ذکر کیا ہے اور قومِ نصاریٰ کے مسلمان ہو جانے کی نوید سُنائی ہے۔ ناسخ نے اس تلمیح کے پس پردہ اپنے عہد کے شر کش و نافرمان اور کبر کی حد تک شر انگریزی کرنے والے کرداروں کو اللہ کی بے آواز لاٹھی سے تنبیہ کیا ہے۔

- ''آمدِ موسیٰؑ و ہارون کی قوی ہے یہ دلیل / کون سا فرعون ہے جو فکرِ ساماں میں نہیں'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:239]
- ''آمدِ مہدی و عیسیٰؑ ہے قریب اے ناسخ / کہہ دے اب قوم نصاریٰ کو مسلماں ہووے'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:370]

ابن عم شاہ مرسلاں: ابن عم شاہ مرسلاں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم ہیں۔ حضرت علیؑ، ابو طالب کے بیٹے تھے جو حضور اکرمؐ کے رشتے میں چچا لگتے تھے اور آپؑ کو اہل تشیع کے نزدیک بہت زیادہ عزیز تھے۔ اسی نسبت سے ناسخ نے حضرت علیؑ کی ولادت کو باسعادت قرار دیا ہے اور دُنیا کے تمام جن وانساں کے امام قرار دیا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے حضور اکرمؐ کے اصل وارث و جانشینِ اسلام آج پیدا ہو گئے ہیں۔ اب کسی کو کوئی اندیشہ لاحق نہیں کہ حق واضح اور باطل پنہاں ہو گیا ہے۔

- ''آج دُنیا میں امام انس و جاں پیدا ہوا / یعنی ابن عم شاہ مرسلاں پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:104]

امام حسنؓ: حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ کے بڑے بھائی، حضرت فاطمہؓ و علیؓ کے بیٹے اور حضور اکرمؐ کے نواسے تھے۔ اہل سنت کے نزدیک آپ پانچویں جبکہ اہل تشیع کے نزدیک آپؓ دوسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد آپؓ کو بطور خلیفہ منتخب کر لیا تھا تاہم امیر معاویہ کے اسرار اور اندرونی خلفشار کے باعث آپ خلافت سے سبکدوش ہو گئے۔ آپ کی سیرت و سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ غریبوں، بے کسوں اور ناداروں کے حقیقی والی و مولا تھے۔ آغا سید حامد علی موسوی لکھتے ہیں: '' حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "حسن اور حسینؓ دونوں دُنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔'' (۲)

روایات میں منقول ہے کہ جعدہ بنت اشعث نے انعام کے لالچ میں کھانے میں زہر دیا جس نے طبیعت بگڑ گئی اور سنبھل نہ سکی اور اسی عارضے میں آپ کا وصال ہوا اور آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ ناسخ بھی امام حسنؓ کی زہر سے موت کو بہت بڑا صدمہ قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں مسمومِ حسنؓ سے باغِ بہشت بھی رنگ بدل گیا۔ ناسخ کے ہاں اسلامی شخصیات سے لگاو اور عقیدت بڑی واضح اور ہر قسم کے مبالغہ سے پاک اور صحت مند دکھائی دیتی ہے۔ ناسخ کا مذہبی رجحان قصص انبیا و صحابہ کے شعری بیان سے واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔

- ''باغِ بہشت اور بھی سرسبز ہو گیا / مسموم جب یہاں سے امام حسنؓ گئے'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:172]

امیر النحل: امیر النحل سے مراد مکھیوں کی سرادہے۔ یہ خطاب اہل تشیع مکتبہ فکر کے نزدیک مولا علیؓ کو ملا تھا۔ امیر النحل یعنی مکھیوں کی سردار کو کہا جاتا ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مکھیوں کی سردار ہے اور تمام مکھیوں پر اس کی حفاظت اور تابع فرمانی ضروری ہے کہ یہی ان کی بقا کا واحد ذریعہ ہوتی ہے۔ مفتی ابو صالح قاسم عطاری تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں: مفتی قاسم عطاری لکھتے ہیں:

> ''امیر النحل [نر مکھی] مکھیوں کی سردار ہوتی ہے۔ عربی میں اسے یعسوب کہتے ہیں۔ اس کے حکم سے کھیاں رس چوستی ہیں۔ ملکہ مکھی دن بھر میں پندرہ سو کے قریب انڈے دیتی ہے اور سال میں تقریباً دس لاکھ کے قریب انڈے دیتی ہے''۔ (۳)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ناسخ نے کمال کی تلمیح شعر میں بیان کی ہے۔ناسخ کے ہاں مولا علی سے محبت وعقیدت کا والہانہ اظہار ملتا ہے۔امیر النحل تلمیح سے ناسخ کی مولا علیؑ سے عقیدت کھل کر سامنے آئی ہے۔کہتے ہیں میرے مولاؑ کو "امیر النحل" کا خطاب ملا تھا۔میرے مولا کے بغیر خانہ زنبور میں انگبیں یعنی شہد کا تصور ممکن نہیں ہے۔ناسخ نے امیر النحل تلمیح سے مولا علیؑ کی کثیر الجہت شخصیت اور علمی و عملی قد کو جس طرح واضح کیا یقیناً لائق داد ہے۔

؎ ''میرے مولا کو امیر النحل ملتا تھا خطاب/خانہ ءزنبور میں تب انگبیں پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:111]

اول خیل ائمہ:اول خیل ائمہ سے مراد مولا علیؑ ہیں۔ناسخ اہل تشیع ہونے کی وجہ سے بالخصوص مولا علیؑ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ان کے دیوان میں سیکڑوں اشعار مدحت علیؑ میں کہے گئے ہیں جبکہ ایک مثنوی بھی ان کے دیوان میں مولا علیؑ کی محبت میں مدحیہ ملتی ہے۔ناسخ کہتے ہیں اول خیل ائمہ مولا علیؑ ہیں جبکہ ان کی اقتدا دیر میں ہوئی جبکہ یہ روز ازل سے مقتدائے اول وآخریں پیدا کیے گئے۔

؎ ''اول خیل ائمہ ،ثانی آل عبا/مقتدائے اولین وآخریں پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:110]

باب خیبر : بابِ خیبر سے مراد قلعہ خیبر کا وہ مشہور مقام ہے جہاں مسلمانوں اور کفار کے درمیان غزوہ خیبر کا معرکہ پیش آیا تھا۔اس قلعہ کی مضبوط آہنی دیواروں کو پھاند کر آگے بڑھنا بہت مشکل تھا۔حضور اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو اس قلعہ کے مرکزی دروازے کو گرانے کی ذمہ داری دی جسے آپؑ نے بخوبی انجام دے کر اپنی شجاعت اور بہادری کا نمونہ تادم قیامت باقی چھوڑا۔محمد عباس عطاری لکھتے ہیں:

> ''خیبر ایک بڑے شہر کا نام ہے جو مدینہ سے شمال مغرب میں تقریباً ۱۶۹ کلو میٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں ایک قلعہ قیموس تھا جس کا نگران و محافظ مرحب تھا۔حضرت علیؑ کے مقابلے میں مرحب پہلوان جب آیا تو دوسرے وار میں اس کا خاتمہ ہو گیا''[۴]

ناسخ حضرت علیؑ کی شجاعت و دلیری سے از حد متاثر ومتعقد ہیں۔کہتے ہیں اے مولا علیؑ! جس طرح آپ نے قلعہ قموس یعنی بابِ خیبر کو توڑ کر مسلمانوں کی فتح کا راستہ ہموار کیا تھا اسی طرح مجھ خاکسار کے لیے جنت کی راہ ہموار کریں کہ میں اندھیری گور میں تنہا گھبرا رہا ہوں اور مجھ کو اپنی نجات کا سوائے آپ کے وسیلے کے کوئی اور سہارا نظر نہیں آتا۔ناسخ نے بابِ خیبر کو داورِ حشر میں جام کوثر سے تشبیہ دی ہے۔

؎ ''سہل ہے امدادِ دُنیا سے کہیں امدادِ حشر/بابِ خیبر تھا یہاں واں جام کوثر ہاتھ میں'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:351]

؎ ''یا علی! ناسخؔ اندھیری گور میں گھبرا گیا/خُلد میں دروازہ مثلِ بابِ خیبر توڑیے'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،۲،ص:145]

؎ ''منتِ رضواں کرے کیا ناسخؔ آے بابِ علوم/بابِ جنت کو برنگ بابِ خیبر کھول دے'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،۲،ص:186]

بابِ علم: بابِ علوم سے مراد حضرت علیؑ کی شخصیت ہے۔رسول اکرمؐ نے مولا علیؑ کو علم کا دروازہ قرار دیا تھا۔اس اعزاز کی فضیلت اور حقانیت کو زمانہ چیلنج نہیں کر سکتا کہ حضور اکرمؐ کے بعد علم کی معراج کا تمام تر انحصار مولا علیؑ کی ذات پر مرکوز کر دیا گیا ہے۔عبداللہ تبریزی لکھتے ہیں:''ایک روایت میں یوں آیا ہے:" انا مدینۃ العلم و علی بابہا "ترجمہ:یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں''۔[۵]

حدیث کی رُو سے "علی "دروازہ ہیں" سے یہ مراد نہیں ہے کہ تنہا حضرت علیؑ ہی دروازہ ہیں بلکہ یہ معنی مراد ہیں کہ حضرت علیؑ دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جملہ صحابہ میں علم و حکمت کا جو خصوصی درجہ کمال سیدنا علیؑ کو حاصل ہے وہ چند صحابہ کو نصیب ہوا۔اس اعتبار سے سیدنا علیؑ کو دیگر صحابہ کی نسبت سب سے زیادہ علمی فضیلت وبزرگی رکھنی والی شخصیت قرار دیا جائے تو غیر موزوں نہ ہوگا۔ناسخ نے مولا علیؑ سے بغض رکھنے والوں کو کفرِ خفی سے خبردار کیا ہے اور انھیں تاکید کی ہے کہ مولا علیؑ کو ان کے قلبی احوال کا پورا علم ہے اگر یہ خود کو اسی گمراہی میں پڑے رہنے دینا چاہتے ہیں تو یہ ان کے لیے خوف تباہی کا باعث بن جائے گا۔

؎ ''اہلِ نفاق کفرِ خفی کرتے ہیں نہاں/تھا علم اربابِ علم کو مافی الضمیر کا'' [دیوان ناسخ، جلد اول، ص:02]

؎ ''منتِ رضواں کرے کیا ناسخؔ آے بابِ علوم/بابِ جنت کو برنگ بابِ خیبر کھول دے'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،۲،ص:186]

بادشاہ کربلا: بادشاہ کربلا سے مراد حضرت علیؑ کے بیٹے حضرت امام حسنؑ ہیں جنھوں نے اپنے نانا حضور اکرمؐ کے دین کی بقا کے لیے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا تن من دھن مع آل اُولاد کے قربان کر کے دین کی بقا کی خود کو ضمانت ٹھہرایا۔ناسخ نے امام حسینؑ کی اس شجاعت اور قربانی کے پیشِ نظر انھیں "بادشاہ کربلا" کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ناسخ کہتے ہیں کہ مجھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ایسے روسیاہ کو یہ توفیق نہ مل سکی کے کربلا کے جانثاروں میں شریک ہوتا۔ مجھ کو تسلی اس بات کی ہے میں کربلا کی خاک ہو جانے کی اُمید لیے بیٹھا ہوں کہ روزِ محشر مجھے اسی اُمید کے وسیلے سے داخلِ جنت کر دیا جائے گا اور میرا سر بادشاہِ کربلا کے پاوں میں دھرا ہو گا۔

- ''اب لیا جاتا ہے جورِ کربلا کا انتقام/نور چشم بادشاہ کربلا پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:109]
- ''فکر کر اپنی ہی، ناسخ کا نہ غم کھا واعظا/شافع اُس کا بادشاہ کربلا ہو جائے گا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:126]

بارہ امام : ائمہ اثنا عشری یا بارہ امام سے مراد وہ بارہ اصحاب ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقبول شخصیات ہیں۔ یہ ہر گناہ اور عیب سے پاک اور معصوم اہل تشیع مکتبہ فکر کے مطابق ہیں۔ اہل سنت کے مطابق یہ حضور اکرمؐ کے اصل سیاسی و روحانی وارث ہیں اور حکومت و خلافت کے اہل ہیں۔ ان کے پیروکاروں پر ان کی سنت کی اتباع لازمی قرار دی گئی ہے۔ ان بارہ اماموں میں "امام علیؓ بن ابی طالب، امام حسنؓ بن علی، امام حسینؓ بن علی، اما م زیب العابدینؓ بن علی، امام محمد باقرؓ بن علی، امام جعفر صادق بن جعفر بن محمد، امام موسیٰ کاظم بن موسیٰ بن جعفر، امام علی رضا بن علی بن موسیٰ، امام محمد تقی بن علی بن محمد، امام علی نقی بن علی بن محمد، امام حسن عسکری، بن الحسن بن علی، اما مہدی محمد بن الحسن" شامل ہیں۔

ناسخ اہل تشیع سے متعلق تھے اس لیے ان کے ہاں کربلا اور اہل بیت سے متعلق سیکڑوں اشعار ملتے ہیں۔ ناسخ بارہ اماموں کی فضیلت اور حقانیت کے حوالے سے بڑے جذباتی واقع ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں بارہ کے بارہ امام لعاب دہنِ حضورؐ کی دین ہے۔ حضور اکرمؐ سے ان بارہ اماموں کی نص ثابت ہے اور ان کی شان و عظمت میں کسی کو شبہ نہیں۔ ان کے پیروکاروں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور روز محشر انھیں کے جھنڈے تلے نجات کے لیے مجتمع ہوں گے۔

- ''شیریں زباں بارہ کے بارہ ہوئے امام/یہ ہے اثر دہان نبی کے لعاب کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:103]
- ''ہر دم اگر حساب میں بارہ امام ہیں/پھر ڈر حساب کا ہے نہ روزِ حساب کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:104]

بیت الحزن : بیت الحزن سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بیٹھ کر کسی کے غم میں آہ و زاری اور نالہ ماتم کیا جائے۔ بیت الحزن کے بارے میں مختلف متضاد آرا پائی جاتی ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک بیت الاحزان ایک ایسی جگہ (موجودہ جنت بقیع) تھی جہاں بیٹھ کر حضرت فاطمہؓ اکثر حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد عبادت و سوف میں عزاداری کرتی تھیں۔ 1344ھ میں وہابیوں کی یورش کے ہاتھوں اس مقام کو مسمار کر دیا گیا تھا۔ ساحر لکھنوی لکھتے ہیں: ''معنی کے اعتبار سے اس گھر کو کہتے ہیں جہاں غم کیا جائے۔ روایات میں مذکور ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بیٹھ کر حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی یاد میں گریہ کیا کرتے تھے''۔(۶)

ناسخ نے بیت الحزن تلمیح کو وسیع پیرائے میں بیان کیا ہے۔ ناسخ نے جذباتِ ہجر کو موزوں کرنے کے کرب کو مثلِ بیت؛ بیت الحزن سے تشبیہ دی ہے۔ کہتے ہیں میں ہر بیت کو بیت الحزن کی طرح ہجر یہ سوز میں ڈوب کر لکھتا ہوں اور خون کے آنسو اس میں مدغم کرتا ہوں۔ ناسخ نے لکھنو کو اپنے اندریں حالات کے تئیں بیت الحزن قرار دیا ہے۔

- ''یک قلم ہوتے ہیں موزوں ہجر میں مضمونِ غم/جو ہماری بیت ہے، بیت الحُزن سے کم نہیں'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:42]
- ''ہیں جو قانع، خانہ ویرانی میں بے ساماں نہیں/ہے ہر اک روزن مرے بیت الحُزن میں آئینہ'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:303]

ثانیِ آلِ عبا: ثانیِ آلِ عبا سے مراد مولا علی اور ان کی آل ہے۔ ناسخ نے ثانیِ آلِ عبا کو خیل ائمہ ثانی کا مقتدائے اولیں قرار دیا ہے جبکہ دیگر مسالک کے نزدیک سے ترتیب زیادہ مناسب نہیں ہے۔ احوال و آثار کے حوالے سے بلاشبہ مولا علیؓ اور ان کی آل مراتب میں سرِ فہرست ہے تاہم خلافت کے حوالے سے ابو بکر، عمر و عثمان کے بعد مولا علیؓ کی خلافتی ترتیب تاریخ میں منقول و مندرج ہے۔

- ''اول خیل ائمہ، ثانی آل عبا/مقتدائے اولین و آخریں پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:110]

جورِ کربلا : اُردو کے رثائی ادب میں کربلا ایک مستقل موضوع کی حیثیت سے شامل ہے۔ کلاسیکی غزل اور جملہ ادب میں کربلا کے متعلق اتنا مواد موجود ہے کہ کئی جلدوں میں اس موضوع کا خلاصہ رقم ہو سکتا ہے۔ کلامِ نظم و نثر میں جملہ شعرا و نثار نے اپنے اپنے انداز میں کربلا اور اس سے متعلقہ واقعات کو بیان کیا ہے اور امام حسین مع اہل عیال و متعلقین سے اپنی نسبت اور جذبات کا اظہار کیا ہے۔

ناسخ اہل تشیع سے ہیں۔ ان کے ہاں رثائی موضوع پر سیکڑوں اشعار اہلِ بیت اور کربلا سے متعلق ملتے ہیں۔ ناسخ نے لعین یزید کے ہاتھوں اہلِ بیت پر ہونے والے ظلم و ستم کو "جورِ کربلا" تلمیح سے واضح کیا ہے۔ ناسخ کہتے ہیں میں نے واعظوں سے سُنا ہے جو اس قدر سوز اور درد سے اہلِ بیت کے پر ہوئے جور کا ذکر کرتے ہیں کہ گھوڑوں کے پانی پینے کی مناہی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ایک طرف معصوم بچوں کے لیے بھی ایک قطرے تک رسائی کو ان ظالموں نے روک دیا تھا۔ ناسخ نے "بادشاہ کربلا" تلمیح سے اہلِ کربلا پر ہوئے جور کا بدلہ لینے کا اندیہ دیا ہے اور اس شخص سے مراد کون ہے یہ بات ناسخ نے کھوُل کر بیان نہیں کی۔

۔ ''اب لیا جاتا ہے جورِ کربلا کا انتقام/نور چشم بادشاہ کربلا پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:109]

۔ ''سُنا ہے کربلا کا حال رندو! ہیں غضب واعظ/مے گلگوں تو کیا پانی یہ کافر بند کرتے ہیں[کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:375]

حضرت عباسؓ : حضرت عباس بن علی شہنشاہ علمدار لشکرِ حسینؓ اپنی شخصیت، بہادری اور شجاعت کے حوالے سے واقعہ کربلا کے سلسلے میں بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ عباس بن علی مولا علیؓ کے بیٹے تھے۔ بے حد خوبصورت اور حسین و رعنا تھے۔ کربلا میں یومِ عاشوا کے دن اپنے آل واقربا کو بچانے کے لیے پانی لانے کی سزا میں یزیدی فوج کے ہاتھوں بازو کٹوانا گوارا کر لیا لیکن پسپانہ ہوئے۔

حضرت عباسؓ؛ حضرت علیؓ کے بیٹے تھے۔ آپؓ اپنی بہادری اور شیر دلی کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ اپنے بھائی امام حسینؓ کے لیے واقعہ کربلا میں ان کی ضرب المثل بن گئی۔ وہ "شہنشاہِ وفا" کے طور پر مشہور ہیں۔ واقعہ کربلا کے وقت آپؓ کی عمر 33 برس تھی۔ کربلا میں کئی ایسے مواقع آئے جہاں آپؓ جنگ کا رُخ بدل سکتے تھے لیکن امام حسینؓ نے انھیں لڑنے کی اجازت نہیں دی۔

ناسخ نے حضرت عباسؓ کی بھائی سے وفاداری اور مشکل وقت میں ساتھ نبھانے کو ظلِ حق سے تشبیہ دی ہے۔ ایک طرف برادرانِ یوسفؑ تھے جنھوں نے حسد میں بھائی کو کنویں میں گرادیا اور ایک طرف حضرت عباسؓ ہیں جنھوں نے تنہا برادرانِ یوسفؑ سے زیادہ ہمت و طاقت اور بہادری سے بھائی امامِ حسینؓ کا ساتھ دیا۔ پیغمبر کی اُولاد ہونے کے باوجود ساتھ دینے اور جان لینے کا تاریخ میں یہ عجیب واقعہ رونما ہوا ہے۔

۔ ''رہتے ہیں ظّلِ حمایت میں علم کی ناسخ/حامی اپنا کوئی جُز حضرت عباسؓ نہیں'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:211]

حضرت شبیرؓ : حضرت شبیرؓ سے مراد حضرت امام حسینؓ ہیں۔ یہ نام احادیث میں منقول روایت کے مطابق حضرت ہارونؑ کے بیٹے کا تھا جو حضور اکرمؐ کو پسند تھا تاہم آپؐ بے پیغمبر سے عقیدت کے پیشِ نظر اپنے تینوں نواسوں کے نام شبر، شبیر اور مبشر کی رعایت سے حسن، حسین اور محسن رکھے تھے۔ اہل تشیع کے ہاں امام حسنؓ و حسینؓ کو شبر و شبیر کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی لکھتے ہیں:

> ''حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جب حسنؓ پیدا ہوئے تو حضورؐ تشریف لائے اور فرمایا: "میرا نواسا مجھے دکھاؤ۔ کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: "حرب" رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حرب نہیں "محسن" رکھو۔ پھر آپ نے فرمایا: "میں نے اِن کے نام ہارونؑ کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں۔ اُن کے نام شبر، شبیر اور مبشر تھے''۔(۷)

ناسخ نے حضرت امام حسینؓ کو "رکابِ جنت" سے تعبیر کیا ہے۔ کہتے ہیں جب میں جنت کی جاؤں گا تو حضرت امام حسینؓ کی رکاب تھام لوں گا تا کہ مجھ روسیاہ کو بغیر حساب کے داخلِ جنت کر دیا جائے۔ اہل تشیع اور احناف کے نزدیک حضرت امام حسینؓ جنت میں جوانوں کے سردار ہیں اور ان کی سفارش پر نوجوانوں کو جنت کی نوید سنائی جائے گی۔

۔ ''ناسخؔ میں جبکہ عرصہ محشر میں جاوں گا/ہو گی رکابِ حضرت شبیر ہاتھ میں'' [کلیات ناسخِ، جلد ۲، ح، اول:95]

حیدر کرارؓ: حیدر کرارؓ یعنی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کریم، سے منسوب مشہور شخصی تلمیح ہے۔ یہ لقب غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کی شجاعت اور بہادری کے ظاہری عمل کے نتیجے میں حضور اکرمؐ نے آپ کو عطا کیا تھا۔ اہل تشیع کی روایت کے مطابق آپ 'ساقی کوثر' ہیں۔ قیامت کے دن اُمتِ محمدی کو کوثر کے جام بھر بھر کے پلائیں گے۔

ناسخ مولا علیؓ کا ذکر جہاں بھی کرتے ہیں انتہائی جذباتی ہو جاتے ہیں۔ ان کے ہاں مولا علی اور حضورؐ کے ذکر میں تفاوت انھیں گوارا نہیں ہے۔ کہتے ہیں میں کون ہوتا ہوں جو محمدؐ اور حیدر کرارؓ میں فصل کروں یعنی فرق کروں کہ دونوں مثلِ بدن خدا اور مثل روح ایک ہیں۔ رب تعالیٰ نے حضورؐ کو اپنا دوست قرار دیا ہے جبکہ حضورؐ نے مولا علیؓ کو اپنا بھائی یعنی دوست سے بڑھ کر قرار دیا۔

ناسخ کہتے ہیں مجھے فکرِ نجات کا اندیشہ نہیں ہے کہ میں اِن دونوں ہستیوں سے عقیدت رکھتا ہوں اور ان کا معتقد ہوں۔ ناسخ نے حیدر کرار کی رعایت سے "دوشِ احمد مختار" کی تلمیح مراتبِ علیؓ کے باب میں انتہائی فنکارانہ انداز میں بیان کر کے نہ صرف تلمیح کے وسعت معنی میں اضافہ کیا ہے بلکہ اپنی معتقدانہ عقیدت کا بیّن ثبوت بھی فراہم کیا ہے۔

۔ ''فصل کیونکر کروں دونوں میں گوارا ناسخ/کہ محمدؐ سے نہیں حیدرِ کرارؓ جدا'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:11]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

- ”کام کیا ہے مجھ کو اے ناسخ کسی فرار سے/ان و دل سے ہوں میں عاشق حیدرِ کرارؓ پر“ [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:138]
- ”وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اُس کا خدا/کیوں نہ ہو ناسخ محبت حیدر کرارؓ کی“ [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:441]

خاکِ کربلا: خاکِ کربلا کربلائی استعارہ ہے جسے رثائی ادب میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ کربلا کی زمین نے امام حسینؓ کے خون سے خود کو منور کیا ہے اور قیامت تک اس کی عظمت اور اہمیت کا حوالہ موجود رہے گا۔ امام حسینؓ نے اپنے نانا کے دینکی بقا اور حق کی نصرت کے لیے مع آل تن من دھن قربان کر دیا۔

واقعہ کربلا سے متعلق کلاسیکی غزل گو شعرا نے سیکڑوں تلمیحات وضع کی ہیں جن سے اپنے اپنے انداز میں اس کرب و بلا کے اس واقعے کو بیان کیا ہے۔ ناسخ بھی رب تعالیٰ سے کربلا کی خاک ہو جانے کی خواہش کر رہے ہیں۔ مولا علیؓ کے شہزادے سے عشق کی نسبت سے خود کو خاکِ کربلا کی سوگند کھا کر محبت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اہلِ تشیع کے ہاں دیگر مسالک کی نسبت کربلائے معلیٰ اور نجفِ اشرف سے عقیدت کہیں زیادہ دکھائی دیتی ہے۔

- ”ناسخ کی یہ التجا ہے یارب!/مر جاوں تو خاکِ کربلا ہوں“ [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:218]
- ”تجھ سے رکھتا ہوں محبت پاک میں/مجھ کو خاکِ پاک کی سوگند ہے“ [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:59]

سبطِ پیغمبرؐ : سبطِ پیغمبر سے مراد حضرت امام حسنؓ ہیں۔ حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ سے بڑے ہیں۔ ان کا نام امام حسینؓ کے واقعہ کربلا کی وجہ سے ذرا کم لیا جاتا ہے تاہم ان کی عظمت و برتری میں کوئی شک نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ نے انھیں صلح و امن کی علامت بنایا اور ان کی وجہ سے ایک عظیم فتنہ کو برپا ہونے سے پہلے ختم ہونا پڑا۔ ناسخ نے مولا علیؓ کے صاحبزادوں سے نسبت و اُلفت کا معاملہ انتہائی جذباتی کر رکھا ہے۔ ناسخ میدانِ حشر میں سبطِ رسول یعنی امام حسنؓ کے دامن کی رفاقت کو اپنے لیے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

- ”صبحِ محشر یہی کہتا میں اُٹھوں گا ناسخ/آدے مرے ہاتھ میں یا سبطِ پیغمبرؐ دامن“ [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:233]

شامِ غریباں : شامِ غریباں کربلائی تلمیح ہے۔ یوم عاشور کے دن کو واقعہ کربلا میں مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ امام حسینؓ کی شہادت کے بعد آلِ حسینؓ مع متعلقین کے لیے دُنیا جیسے اُجڑ گئی تھی اور سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔ جانثارانِ امامؓ کے لیے یہ ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ امام حسینؓ کی آل اور اقربا پر شہادت کے بعد جو ظلم و ستم ہوا اُس کا بیان جذباتی کر دیتا ہے۔ یومِ عاشور کی رات کو شامِ غریباں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی رات تھی جو آلِ حسینؓ کے بے یار و مددگار اور بے وطن ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کلاسیکی غزل میں رثائی ادب میں شامِ غریباں تلمیح کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔

ناسخ کے ہاں شامِ غریباں کی نسبت سے انتہائی جذباتی اور سوز آمیز میلان ملتا ہے۔ ناسخ نے اپنی نارسائی اور کوچہ یار سے دوری کو شامِ غریباں سے تشبیہ دی ہے۔ ناسخ کی صبح و شام کی ہجر زدہ مسافرت نے ان کی تیرہ بختی میں شامِ غریباں کا درد ٹانک دیا ہے جس کی شدتِ اذیت کو سہارنے کا یارا نہیں ہے۔ بے وطنی کا دُکھ وہی سمجھ سکتا ہے جس سے وطن چھوٹ جائے یا زبردستی دیس نکالا دیا جائے۔

- ”جی میں ہے خارِ بیاباں جائے مژگاں دیکھیے/زُلفِ جاناں کے عوض شامِ غریباں دیکھیے“ [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:333]
- ”میری قسمت کی وطن میں یہ سیہ بختی ہے/تیرگی مانگتی ہے شامِ غریباں مجھ سے“ [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:415]
- ”تھا چاکِ جیبِ صبح تو مشہور اے جنوں/میں تیرہ بخت شامِ غریباں دریدہ ہوں“ [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول:225]

شہ خیبر کشا، خیبر شکن: شہ خیبر اور خیبر شکن سے مراد مولا علیؓ ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف اہل کفار غزوہ خیبر میں ایک مضبوط قلعہ میں حصار بنا کر حملے کرتے اور ان کی سرکوبی کسی طرح ممکن نہ رہی تھی کہ قلعے کی مضبوط دیواروں کو توڑ کر اندر جانے کی کوئی صورت موجود نہ تھی اور قلعہ کا مرکزی دروازہ بھی مضبوط آہنی ثقالت ڈھال کر بنایا گیا تھا۔ حضور اکرمؐ نے آخر اس کام کے لیے مولا علیؓ کو منتخب کیا اور انھیں بلوا کر یہ کام انجام دینے کا فریضہ سونپا گیا جسے آپ نے بہترین طریقے سے یوں انجام دیا کہ قلعہ کے دروازے کو اللہ اکبر کی ضرب سے پاؤں کی ایسی ٹھوکر لگائی کہ دروازہ دو حصوں میں ٹوٹ کر بکھر گیا اور اہل کفار کے سردار کو ایک وار سے زمین پر گرا ڈالا۔ ناسخ مولا علیؓ کی شجاعت اور بہادری کے پیشِ نظر انھیں شہ خیبر کشا اور خیبر شکن کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔

- ”قلعہ گردوں کو ہی چاہے اُٹھا کر پھینک دے/وہ جگر بند شہ خیبر کشا پیدا ہوا“ [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول:110]
- ”اہلِ دیں محفوظ تا فوجِ شیاطیں سے رہیں/حیدر خیبر شکن حصن حصین پیدا ہوا“ [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول:111]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

شاہِ دیں : شاہ دین سے مراد مولا علیؓ ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ عمر بھر ان پُشت نے بستر کو نہیں چھوا بلکہ آپؓ ہر وقت اسلام کی بقا کے لیے خود کو مستعد رکھتے۔آپؓ کی سحریں رب کی تمام رات عبادت میں طلوع ہوتیں اور صبحیں مبارزت و صلح و معاملاتِ دین و دُنیاوی میں بسر ہوتیں۔رب تعالیٰ نے آپؓ کو وہ عظمت اور مرتبت عطا کی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ناسخ نے حضرت علیؓ کے اسی وصف کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنی عقیدت کا شاعرانہ اظہار کیا ہے۔

؎ ''نہ سوئے جاہِ دُنیا کیا اے شاہِ دیں تو نے / سریرِ سلطنت تکیہ ہے گو یا تیری مسند کا'' [دیوان ناسخ، جلد اول، ص:04]

شاہ قلعہ گیر: شاہ قلعہ گیر سے مراد مولا علیؓ ہیں۔ناسخ نے غزوہ خیبر کی مسماری کو مولا علیؓ کے ہاتھوں ڈھول چٹاتے سنا ہے اور اسی رعایت سے آپؓ کی دلیری و بہادری اور شیر خدا ہونے کی صفت سے متصف وصف کو "شاہ قلعہ گیر" کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ناسخ کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ خود کو مولا علیؓ کی امان میں پاتا ہوں کہ جسے روزِ ازل سے خدائے عالمین نے "شاہ قلعہ گیر" بنا کر بھیجا ہے۔

؎ ''یارب! حصارِ امن میں رکھیو مجھے مدام / مداح ہوں ازل سے شہ قلعہ گیر کا'' [دیوان ناسخ، جلد اول، ص:02]

شبیہِ مصطفیٰ: شبیہ مصطفیٰؐ سے مراد مولا علیؓ ہیں۔ناسخ نے مولا علی کی ولادت کی نسبت سے ان کو حضور اکرمؐ کے لیے ایک سہارا قرار دیا ہے اور نبوت ولایت کا اصل حقدار قرار دیا ہے۔ناسخ کہتے ہیں کہ نسبت اصل اول وآخر صادق ہوگئی کہ آج شبیہ مصطفیٰؐ یعنی مولا علیؓ پیدا ہوگئے ہیں۔مولا علیؓ کی مکہ یعنی حرم کعبہ میں پیدائش کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔حضرت فاطمہؓ سے نکاح اور حسنؓ و حسینؓ کے باپ ہونا اپنے آپ میں ایک اعلیٰ ترین اعزاز ہے۔ایسی صفات و مرتبت کے حامل عظیم شخصیت کو ناسخ "شبہ مصطفیٰؐ" کہنے پر حق بجانب ہیں۔

؎ ''اول وآخر کی نسبت ہوگئی صادق یہاں / صورت معنی شبیہِ مصطفیٰ پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:109]

شِمر : شمر بن ذی الجوشن تابعین، قبیلہ "ہوازا" سے تعلق رکھتا تھا۔اوائل مولا علیؓ کا عقیدت مند تھا بعد ازاں عدو علی کے ساتھ مل کر آلِ علیؓ کا بدترین دُشمن ثابت ہوا۔شمر کا والد فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔شمر کی ماں اہل مکہ کے ممتاز قبیلے سے تھی کردار کے اعتبار سے بدنام تھی۔واقعہ کربلا میں اس نے آلِ علیؓ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔مسلم بن عقیل کی شہادت کا سامان پیدا کیا۔امام حسینؑ کو شہید کیا۔خیموں میں آگ بھڑکائی، امام سجاد اور دیگر آلِ حسین کی جان لی۔مختار ثقفی نے اس کا کام تمام کیا۔واقعہ کربلا میں اس کا ذکر انتہائی لعین و مردود شخص کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔

ناسخ شمر ایسے لعین کے کردار سے باخوبی واقف ہیں۔ناسخ نے شمر کے کردار اور نیتِ فتور کو عدوِ عشاقاں سے تعبیر کیا ہے۔کہتے ہیں مجھ کو محبوبِ بے مروت نے اگر اپنی ایفا کے لائق نہیں سمجھا تو مجھ کو شمر کی مانند دھوکے سے مارنے کی کیا ضرورت تھی کہ رقیب کے ساتھ مل کر میرے جذبات سے کھیلا اور مرے ارمانوں کو شہید کر ڈالا۔ناسخ کے ہاں محبوبِ بے مروت سے رقیب کی سازباز شمرئی رویہ ہے جو ایک عاشقِ صادق کے لیے کربلائی استعارہ بن جاتا ہے۔

؎ ''کرتا مجھے شہید نہ تنہا ہی پر رقیب / مانندِ شمر اُس کو ہے خنجر کی احتیاج'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:116]

شہرِ علم ازلی: شہر علمِ ازلی سے مراد مولا علیؓ ہیں۔رب تعالیٰ نے مولا علیؓ کو بے شمار اعزات و معتبریات سے نوازا ہے۔حضور اکرمؐ نے آپؓ کو علم کا دروازہ قرار دیا ہے۔یہ وصفی تلمیح اسی نسبت سے آپؓ سے منسوب کی گئی ہے۔ناسخ کہتے ہیں اہل جہان کو بہت مبارک ہو کہ آج علم کی میراث کا صحیح اور اصل حقدار پیدا ہوا ہے جس کے در سے کوئی تشنہ آگاہی نہ لوٹے گا کہ حضورؐ نے انھیں اپنا والی، دوست، بھائی، داماد اور جانشین مقرر کیا ہے اور آپؓ جناب کی آل سے دینِ محمدیؐ کو ہمیشگی بقا نصیب ہوئی ہے۔

؎ ''ہو مبارک کہ ہوئے حیدر صفدر پیدا / ہر علمِ ازلی کا یہ ہوا در پیدا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:107]

شیرِ خدا : شیر خدا سے مراد مولا علیؓ ہیں۔حضور اکرمؐ کے داماد، حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کے والد اور بی بی فاطمہؓ کے خاوند ابن ابی طالب کے بیٹے حضرت علیؓ کو رب تعالیٰ نے اپنا شیر قرار دے کر ان کی عظمت و مراتب کو ہمیشہ کے لیے افلاکِ درجات پہ متمکن کر دیا ہے۔ناسخ کے ہاں مولا علیؓ کی نسبت سے عقیدت آمیز رویہ نظر آتا ہے۔ناسخ موسیٰؑ و ہارون کی نسبت سے شیر خدا کے وصائف کا شعری انداز میں بیان کرتے ہیں۔کہتے ہیں مولا علیؓ کی عظمت جس طرح موسیٰؑ کے نزدیک بھائی ہارون کی ہے اسی طرح مولا علیؓ کی اہمیت حضور اکرمؐ کے نزدیک ہے۔ناسخ نے مذہبی شخصیات کے تقابل میں مذہبی شخصیات کا جواز پیش کیا ہے۔شیر خدا ایک ایسی صفتِ وصفی ہے جس سے حضرت علیؓ کی ذات و شخصیت کے جملہ اوصاف متشکل ہو جاتے ہیں۔

؎ ''کیونکر اے ناسخ! خوارِ عجلِ دشمن ہو نہ خوار / کیسے موسیٰ کا علیؓ شیر خدا ہاروںؑ ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:12]

؎ ''غیرِ کوثر کسی دریا کا میں سیاح نہیں / بیشہ ءِ شیر خدا بِن کہیں سیاح نہیں'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:188]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

عاشورہ محرم : عاشورہ محرم؛ کربلائی اور رثائی ادب میں ایک الم کی کیفیت کا نوحہ ہے۔ کلاسیکی غزل میں کربلا سے متعلق رثائی موضوعات پر بہت لکھا گیا اور ہزاروں اشعار میں اس واقعے کو تمام تر جزئیات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ محرم الحرام کا مہینہ آتے ہی مسلمانوں کے دل غم سے نڈھال اور طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔ اس مہینے میں کربلا کے واقعے نے جملہ مسلمانوں کے دل کو رنجو کر دیا تھا۔

امام حسینؓ کی شہادت اور دینِ محمدیؐ کی بقا کا یہ معرکہ عاشورہ محرم تلمیح کے پس منظر میں شعرا بیان کرتے ہیں۔ ناسخ نے محبوبِ بے مروت کی جدائی اور ہجر کی کیفیت کو عاشورہ محرم سے منسوب کیا ہے اور وصالِ یار کو غرہ شوال یعنی خوشی اور اُمید کا استعارہ بنایا ہے۔ شعرا کا ایک اپنا انداز ہے وہ مختلف واقعات سے اندریں کیفیات کا خفی و جلی اظہار کرتے رہتے ہیں۔

۔ "ہم کو عاشورہ محرم کا ہے پر روزِ فراق/وہ گلے لگ جائے جس دن غرّہ شوال ہے" [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:326]

غمِ شبیر/ماتمِ شبیر: غم شبیر سے مراد حضرت شبیرؓ کے غم میں رونا ہے۔ واقعہ کربلا میں آل محمد اور اہل بیت پر ہونے والے یزیدی ظلم و ستم اور جور و کرب و بلا کے سانحہ پر مسلمانوں کا جملہ دل دُکھتا ہے اور انھیں قلبی اذیت ہوتی ہے۔ بہ حیثیت مسلمان کوئی آنکھ ایسی نہیں جو غم شبیرؓ میں اشکبار نہ ہوتی ہو جبکہ محرم کا پورا مہینہ شہیدانِ کربلا کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ ان کے درجات کی بلندی کی دُعائیں کی جاتی ہیں اور ان کے مقرب و معصوم و برگزیدہ ہونے کے وسیلے سے روزِ قیامت شفاعت و تخفیف حساب کی سفارش کی جاتی ہے۔

ناسخ کا نکتہ نظر بھی اس معاملے میں عمومی ہے اور وہ کربلا کے واقعے سے دُکھی ہیں اور ان کے دل میں آلِ محمد وآلِ عبا کا برابر دُکھ ہے اور غمِ شبیرؓ میں رو رو کر اپنے دامن کو تر کیے ہوئے ہیں۔ ناسخ نے شب و روز کے شغل کو تسبیح کربلائی قرار دیا ہے اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ غمِ شبیرؓ میں حشر تک میری آنکھیں نم رہیں تاکہ مجھے معتقدین شبیرؓ ہونے کی وجہ سے شفاعت مل سکے۔

۔ "گر نہ ہوتا سرخرو اشکِ غمِ شبیرؓ سے/حشر میں کس منہ سے ناسخ میں شفاعت مانگتا " [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:78]

۔ "غمِ شبیرؓ میں رو رو کے کروں تر دامن/جاوں تا حشر کے میداں میں نہ میں تر دامن" [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:232]

۔ "اِلتجا ہے یہی اللہ سے ہر دم ناسخ/جان جب تک کہ رہے ماتمِ شبیر رہے" [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:5]

کربلا : کربلا عراق کی سرزمین ہے جہاں واقعہ کربلا پیش آیا تھا۔ اس زمین کی ایک تاریخی اہمیت اس واقعے سے پہلے بھی موجود تھی لیکن کربلا کے اس واقعہ کے بعد اسے اب اسی تخصیص کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ امام حسینؓ اور یزید کے درمیان خلافت کے معاملے میں اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا جس میں امام حسینؓ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور دینِ محمدیؐ کے بقا کے لیے خود کو مع آلِ کے تنہا میدان میں لے گئے اور یوں یہ ایک انتہائی کرب ناک واقعہ رونما ہوا جس نے تاریخ اسلام پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔

یزید چوں کہ دُنیاوی عزت و تخت کا شیدا تھا اس کا انجام بہت بُرا اور ہوا امام حسینؓ کی قربانی نے اسلام کو قیامت تک کے لیے ہر قسم کے شر سے محفوظ کر دیا۔ ناسخ واقعہ کی رعایت سے غمِ شبیر میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ میں غم شبیر میں بہت تکلیف میں ہوں اور میری تسبیح کربلائی ہو گئی ہے اور میری خواہش ہے کہ جیتے جی روضہ شاہ شہیداں دیکھ لوں تاکہ میری فکر کی نجات کا کوئی سامان بہم میسر آسکے۔

۔ "ہے خدا شاہد یہی ہے اپنی اے ناسخ مراد/کربلا میں روضہء شاہِ شہیداں دیکھیے" [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:335]

۔ "غمِ شبیر میں ہے سلک سرشک/میری تسبیح کربلائی ہے" [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:35]

کوہ نجف : کوہ نجف سے مراد نجف اشرف کے پہاڑ ہیں جو کربلا کے قرب میں موجود ہیں۔ یہ پہاڑ اپنی ایک تاریخ رکھتے ہیں۔ ان پہاڑوں کی حرمت اور تقدس کے بارے میں مختلف روایات واحادیث میں اقوال ملتے ہیں۔ ناسخ اہل تشیع سے متعلق ہیں اس لیے ان کے ہاں نجف اشرف کی رعایت سے سیکڑوں مدحیہ اشعار دیوان میں آئے ہیں۔ ناسخ کہتے ہیں کہ مجھے جبل طور سے کچھ کام نہیں کہ میں رات دن کوہ نجف سے لو لگائے بیٹھا ہوں اور ہم اپنا کعبہ و قبلہ کوہ نجف کو ہی قرار دیتے ہیں۔ ناسخ مولا علیؓ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اس لیے نجف اشرف کا ذکر آتے ہی جذباتی ہو جاتے ہیں۔

۔ "رات دن نورِ خدا کوہ نجف سے ہے عیاں/مجھ کو ناسخ جبلِ طور سے کچھ کام نہیں" [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:299]

۔ "کہتے ہیں کوہ نجف کو کعبہ مقصود ہم/کم نہیں اپنا کفن بھی جامہء احرام سے" [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:125]

مختصر یہ کہ ناسخ کا اہلِ بیت سے محبت اور عقیدت کا انداز غزلیات میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ناسخ کی زندگی اور شاعری باہم مدغم ہے۔ ان کی سوانحی حالات اور غزلیات میں اہلِ بیت اور خاندانِ پنجتن سے عقیدت کا اظہار یکسانی کی متنوع جہتیں لیے ہوئے ہے جسے از سرِ نو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقالہ میں ناسخ کی غزلیات کے تلمیحی تذکر کی جہتوں کو وا

کرنے سے یہ رجحان سامنے آیا ہے کہ شاعر اپنے انداز میں اپنے مذہب، مسلک، عقیدے سے متصل شخصیات کو کہیں مبالغہ اور کہیں سچائی کی کسوٹی میں پرکھتا ضرور ہے۔اس پرکھ اور ٹٹول میں واقعات کی تعین اور جذبات کی تحسین میں اِس سے چُوک بھی ہو جاتی ہے جس سے شعرا کی شخصیت کو مبرا کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔

حوالاجات:

۱۔عبد علی حویزی، تفسیر نور الثقلین، جلد،5،حدیث،33،(کرناٹک: دار الاشاعت،2001ء)ص:533

۲۔آغا سید حامد علی شاہ موسوی، سید نا امام حسن مجتبیٰ،روزنامہ،اُوصاف،(لاہور:16،دسمبر،2019ء)

۳۔مفتی ابو صالح قاسم عطاری، صراط الجناں، تفسیر القرآن، سورہ النحل،آیہ،91،(کراچی: دعوت اسلامی، 2014،) ،ص:423

۴۔محمد عباس عطاری،غزوہ خیبر،ماہنامہ، فیضانِ مدینہ،(کراچی: دعوت اسلامی پریس،2017ء)ص:41

۵۔محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، مشکوۃ شریف، مناقب علی ابن طالب، حدیث: 711،مترجم، محمد صادق خلیل، جلد پنجم،(لاہور: دار السلام،2002)،ص:365

۶۔ساحر لکھنوی، مختصر فرہنگ تلمیحات و مصطلحات،(لکھنو: نامی پریس، لکھنو،1986ء)،ص:77

۷۔علامہ منیر احمد یوسفی، سید الشہدا امام حسینؓ،روزنامہ، نوائے وقت،(لاہور: 25نومبر،2012ء)